© rasailojaraid.com

شاء لھدٰکم اجمعین ۔یعنی اگر خدا چاہتا تو تم سب کو جبراً ہدایت یافتہ کر دیتا۔لیکن اس نے ایسا نہیں کیا ۔کیونکہ جبری ہدایت تمہارے ارادے و اختیار کو تو ذکر کر رکھ دیتی۔پھر تمہاری نیکی ،نیکی نہ ہوتی ،تمہاری کسی خوبی اور صلاحیت میں تمہارا اپنا کوئی کردار نہ ہوتا۔پھر تمہارا اچھا ہونا ،نہ تمہارے لیئے باعث افتخار ہوتا اور نہ تمہارے تکامل وارتقاء کا ذریعہ۔اس نے تمھیں اختیار کی آزادی بخشی تاکہ تم اپنی صلاحیتوں کو آزماؤ کیونکہ نکوئی وشر بھی ہر دو ہدایات تمہارے پاس موجود ہیں۔

بعض انسانوں کا منحرف راستوں کی طرف جانا اور بعض کا قصد السبیل کی طرف آنا انسانوں کے اختیار کی آزادی کی واضح دلیل ہے۔ ولو شاء لھدٰکم اجمعین ۔کا مطلب یہی ہے کہ خدا انسانوں کو اس زمین پر آزاد دیکھنا چاہتا ہے۔اب یہ کام انسانوں کا ہے کہ وہ اس آزادی کو کس طرح استعمال کرتے ہیں۔لہٰذا یہ جس نے بھی کہا ہے غلط کہا ہے۔

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی
چاہے ہیں سو آپ کرے ہیں ہم کو عبث بدنام کیا

اللہ نے انسان کو فجور و تقویٰ ،کی صلاحیتوں سے یکساں نوازا ہے یعنی وہ چاہے تو فجور کی راہ اختیار کرے اور چاہے تو تقویٰ کی۔

انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا ۔(الدھر/۳)

ہم نے اس کے لئے صحیح راستے کی ہدایت کر دی ہے۔وہ چاہے تو ماننے والا بن جائے اور چاہے تو انکار کرنے والا۔(اس انتخاب میں جبر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا) حقیقت یہ ہے کہ لفظ "ہدایت" خود اس امر کی بہت بڑی شہادت ہے کہ انسان کو کسی نیکی یا بدی پر مجبور نہیں کیا گیا ہے کیونکہ ہدایت تو اسی کو دی جاتی ہے جو مجبور نہیں ہوتا۔اور مجبور کے پاس اپنے ارادہ اور اختیار کا کوئی Option نہیں ہوتا۔تاہم یہ بھی ایک بنیادی حقیقت ہے کہ عقل انسانی ،ہدایت کی ان مستقل اقدار کو از خود وضع نہیں کر سکتی ،جس کے مطابق حیات انسانی اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکے۔یہ اقدار خدا کی طرف سے ملتی ہیں۔اور انہیں وحی کہا جاتا ہے:قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ.(البقرہ/۱۲۰) آپ کہہ دیجئے۔بے شک اللہ کی ہدایت وہی ہے جو وحی ہے۔

عقل انسانی کو اس وحی کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح انسانی آنکھ کو روشنی کی۔وحی کی اس رہنمائی کو ہدایت خداوندی کہتے ہیں۔جو انسان کو زندگی کی توازن بدوش راہ کی طرف کشاں کشاں لے چلتی ہے۔

تفسیر المسائل و الاحکام

اہل کتاب کے "مومنین" سے مراد کون لوگ ہیں؟

سوال: سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۱۰ میں اہل کتاب کے مومنوں کا ذکر ہے۔ان میں کون سے اہل کتاب مراد ہیں۔یہودی یا عیسائی؟ یا دونوں؟ اسی طرح سورۂ آل عمران کی آیت ۱۹۹ میں بھی اہل کتاب کے مومنوں کا ذکر ملتا ہے۔وہ کون سے اہل کتاب ہیں؟ (سید کمال احمد۔ملیر)

جواب: سب سے پہلے تو پہلی آیت مسئولہ کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

ولو امن اہل الکتاب لکان خیرا لھم منھم المومنون واکثرھم الفسقون
(آل عمران/۱۱۰)

اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا ان میں بعض تو مومن ہیں۔لیکن اکثریت فاسقوں پر مشتمل ہے۔

اس آیت کے سیاق کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں جن اہل کتاب کو 'مومنون' کہا گیا ہے۔ان سے مراد یہود ہیں۔کیونکہ اگلی دو آیات میں جن امور کو بیان کیا گیا ہے۔ان کا تعلق بھی یہود سے ہی ہے۔مثلاً:

۱۔وہ جب تم سے جنگ کریں گے تو پیٹھ پھیر دیں گے۔

۲۔ان پر ذلت و مسکنت مسلط کر دی گئی ہے۔(اسمیں انکی دنیوی حالت کی طرف اشارہ ہے)

۳۔وہ لوگوں سے کسی معاہدہ کے بغیر کہیں نہ رہ سکیں گے۔خواہ وہ معاہدہ حبل اللہ کی صورت میں مسلمانوں کی حکومت سے کیا گیا ہو یا حبل من الناس کی صورت میں غیر مسلم حکومتوں سے ہو۔

۴۔وہ اللہ کے غضب کا شکار ہوئے ہیں۔(اسمیں انکی دینی حالت نیز اُخروی انجام کی طرف اشارہ ہے)

۵۔انہوں نے ناحق قتل انبیاء کی کوششیں کی ہیں۔یا انہوں نے ناحق انبیاء کو قتل کیا ہے۔

مذکورہ بالا جرائم میں سے بعض کا بیان ،یہودیوں کے تعلق سے سورۂ بقرہ/۶۱ میں بھی آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی آیت مسئولہ یہودیوں کے تعلق کے خاص ہے۔

البتہ دوسری آیت مسئولہ میں مومن اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ دونوں کو لیا گیا ہے۔

پہلے ایک آیت ملاحظہ ہو پھر تفسیر:

© rasailojaraid.com

وان من اہل الکتاب لمن یومن باللہ وما انزل الیکم وما انزل الیہم خٰشعین للہ لا یشترون بایٰت اللہ ثمنا قلیلا ۔ (آل عمران/۱۹۹)

اور یقیناً اہل کتاب میں بعض ایسے بھی ہیں۔ جو ایمان باللہ کے حامل ہیں اور (اے مسلمانوں!) جو کچھ تم پر اور ان پر نازل ہو چکا ہے اس کے بھی مومن ہیں اور وہ خدا کے احکام کے آگے خود کو جھکائے ہوئے ہیں۔

اور وہ آیات خداوندی کو تھوڑے داموں میں فروخت نہیں کرتے۔

یہاں پر وما انزل الیکم سے قرآن مجید اور وما انزل الیہم سے غیر تحریف شدہ کتاب (توریت وانجیل) مراد ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اہل کتاب نے توریت وانجیل میں کتمان تحریف کا جرم نہیں کیا تھا۔ نہ بشارات کو چھپایا تھا نہ احکام کو بدلا تھا۔ دراصل 'لا یشترون' میں ان کی اس شاندار صفت کا بیان ہوا ہے۔ جو ان کے ایمان کا ذریعہ بنی۔ مطلب یہ ہے کہ انہوں اللہ کی آیتوں کو تھوڑے داموں میں نہیں بیچا۔ توریت وانجیل کے وہ احکام یا پیشگوئیاں جن سے آنحضرت ﷺ کی نبوت ورسالت کا اثبات ہوتا تھا۔ ان کو جاننے اور ماننے کا نتیجہ قرآن مجید کو جاننے اور ماننے کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاص ایمان کو نمایاں کیا اور بتایا کہ ان کا ایمان بے غل وغش ہے۔ کیونکہ وہ خٰشعین للہ کا مصداق ہیں۔

قرآن مجید نے ایک مقام پر علماء کی تعریف بایں الفاظ فرمائی ہے:

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ۔ (فاطر/۲۸)

خدا کے حضور تو اس کے وہی بندے جھکتے ہیں جو (آثار فطرت) کا علم رکھتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب میں سے جو لوگ ایمان لائے۔ وہ دراصل علماء ہی تھے۔ ان کے علم کی دلیل، انکی صفت خاشعیت ہے۔ اور دوسری دلیل لا یشترون میں مذکور ہے ظاہر ہے کہ ان صفات کے مصادیق علماء ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ولا تشتروا بایٰتی ثمنا قلیلا۔ (البقرہ/۴۱) کے مخاطب بھی اصلاً علماء ہی ہیں کہ وہی اللہ کی آیتوں کو تھوڑے داموں میں بیچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اور زمانہ نزول قرآن میں تو اکثر اہل کتاب کا یہی وطیرہ تھا پھر جنہوں نے کتمان حق اور اشتراء آیات کا ارتکاب کیا وہی مختوم القلوب ٹھہرے اور جنہوں نے ایسا نہیں کیا۔ انہیں توفیق ایمان نصیب ہوئی۔ اور وہی عنداللہ ماجور ہوئے۔

حافظ ابن کثیر کے مطابق یہودیوں میں سے مسلمان ہونے والے علماء کی تعداد دس تک نہیں پہنچی۔ البتہ عیسائیوں کی ایک قابل لحاظ تعداد مسلمان ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر) یعنی عیسائیوں میں سے

چالیس اہل نجران، بتیس اہل حبشہ اور آٹھ اہل روم مسلمان ہوئے۔ واضح رہے کہ یہ تعداد فقط دور رسالت مآب ﷺ کی ہے۔ اسکے بعد بھی بیشمار لوگ داخل اسلام ہوئے ہیں۔ اسلیئے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ آیت اپنے اندر پیشگوئی کا رنگ لیئے ہوئے ہے۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ کے قبول اسلام کا مظاہرہ گاہ بگاہ وباصرہ افروز یا سمع نواز ہوتا رہتا ہے۔ اور قرآنی صداقت کی شہادات پیش کرتا رہتا ہے۔

ابھی حال ہی میں گلشن اقبال (کراچی) کا ایک عیسائی پادری (عمانوئیل جان) مسلمان ہوا۔ اس کا اسلامی نام عبداللہ شیخ رکھا گیا۔ اس نے راقم الحروف کی رہائش گاہ پر منعقد ہونے والی ماہانہ علمی وتحقیقی نشست میں ہماری دعوت پر اپنے قبول اسلام پر لیکچر بھی دیا۔ یہ واقعہ پیشگوئی کے رنگ میں قرآنی سچائی کی ایک ادنیٰ سی مثال ہے۔ ماضی قریب وبعید میں اہل کتاب کے متعدد اصحاب علم وفضل نے اسلام قبول کیا ہے۔ مورلیس بوکائے، علامہ اسد، مارماڈیوک پکتھال جیسے سینکڑوں نام ہماری تاریخ میں ہیرے کی طرح جگمگا رہے ہیں۔ اور اب مستقبل قریب وبعید میں کتنے علمائے یہود ونصاریٰ مشرف با اسلام ہونے والے ہیں۔ یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

لوطی نہیں، سدومی

السوال: لوطی، اس شخص کو کہتے ہیں جو اغلام باز ہو۔ کیا حضرت لوط علیہ السلام کے ماننے والے لوگ لوطی تھے۔ اس بارے میں صحیح کیا ہے؟ اغلاط کیا ہے؟ پلیز واضح کریں میں سخت ذہنی خلجان میں مبتلا ہوں۔

(سید عاطف علی، کراچی)

الجواب: جی ہاں! آپ نے درست لکھا ہے ہماری تقریباً تمام ہی اردو لغات میں لفظ "لوطی" کے معنی یہی لکھے گئے ہیں جو آپ نے بتائے ہیں۔ مگر میں اس معنی کو حضرت لوط علیہ السلام کی نسبت سے صحیح نہیں سمجھتا بلکہ اسے پیغمبر خدا کے ساتھ بے ادبی اور زیادتی پر محمول کرتا ہوں۔

میری ناقص رائے میں حضرت لوط علیہ السلام کے ماننے والوں اور فرمانبرداروں کو تو لوطی کہا جا سکتا ہے مگر ان گنہگاروں اور بدکاروں کو لوطی ہرگز نہیں کہا جا سکتا جو غضب الٰہی کا شکار ہو کر عذاب الٰہی کا نشانہ بنے۔ ایسے مجرموں کو حضرت لوط جیسے پیغمبر سے منسوب کرنا پیغمبر خدا کی شان میں سراسر گستاخی ہے۔ مگر افسوس کہ یہاں معاملہ الٹ ہو گیا ہے۔

اب لوطی، اس شخص کو کہتے ہیں، جو اغلام باز ہو۔ اور اس معنی کو اسقدر استحکام حاصل ہو گیا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ علمائے کرام کے بقول:

"اگر کسی شخص نے ۔۔۔۔ تہمت لگائی اور پارسا مسلمان کو کہا اے فاسق!

۔۔۔۔۔۔ اے لوطی ۔۔۔۔۔۔ اس قسم کے الفاظ کہے تو بھی اس پر تعزیر ہوگی"۔

(۱۹۲۱ء، احمد رضا بریلوی، تفسیر قرآن الحکیم، ۵۶۱) بحوالہ اردو لغت، ج ۱۶، اردو لغت بورڈ، (ترقی اردو بورڈ، کراچی) ۱۹۹۴ء، مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر فرمان فتحپوری

اس حوالہ سے بتانا یہ مقصود ہے کہ یہاں لفظ 'لوطی' کو گالی تصور کیا گیا ہے۔ اور اس لفظ کی نسبت کسی نیک انسان کی طرف کرنے کو لائق تعزیر جرم قرار دیا گیا ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام جس قوم کی طرف مبعوث ہوئے وہ قوم سدوم اور عمورہ نامی بستیوں میں رہتی تھی۔ (بائبل، کتاب پیدائش، باب نمبر ۱۳، آیت نمبر ۱۳) اسی قوم میں بحیثیت مجموعی یہ لت سب سے پہلے پڑی کہ اس نے امرد پرستی (ہم جنس پرستی) کو بطور قومی تہذیب کے اختیار کیا۔ قرآن مجید نے یہ حقیقت سورہ عنکبوت (آیات ۲۸۔۲۷) اور سورہ الاعراف (آیات نمبر ۸۰۔۸۱) میں واشگاف کر دی ہے۔ بلاشبہ یہ فعل شنیع حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے اختیار کیا جسکی پاداش میں وہ تباہ و برباد کر دی گئی۔ پھر اس قوم کا اس فعل بد کے باعث تباہ و برباد ہو جانا ہی اس امر کیلئے کافی دلیل ہے کہ اس غیر فطری و غیر اخلاقی عمل کی نسبت پیغمبر خدا کے نام مبارک سے کرنے کی بجائے اسی بڑی بستی (سدوم) کی طرف کی جائے، جو تباہ و برباد کی گئی یعنی اغلام بازوں کو بجائے لوطی کے سدومی کہا جائے۔

کتنی تعجب خیز بات ہے کہ اردو میں لفظ لوطی، جس معنی میں استعمال کیا جاتا ہے انگریزی میں اسے Sodomite یعنی سدومی ہی کہا جاتا ہے اور فعل لواطت کو Sodomy (سدومیت) کہتے ہیں دیکھیے: Hans Wehr-P.883, Lexicon-P.992, Al-Mawrid-P.875.

اس لئے میرے خیال میں اغلام بازی کے مفہوم کو ظاہر کرنے کے لیے اردو زبان میں بھی سدومیت اور اور اغلام باز کیلئے سدومی کا لفظ ہی استعمال کیا جانا چاہیے۔

© rasailojaraid.com

تبصرہ کتب

خیابان مجاہد ملت
ترتیب: محمد صادق قصوری
صفحات: ۱۲۸، قیمت: دعائے خیر
ناشر: مجاہد ملت فاؤنڈیشن قصور
تبصرہ نگار: محمد اعظم سعیدی

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کی ملکی، ملی، دینی اور تحریکی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے مجاہد ملت فاؤنڈیشن قائم کی گئی ہے، جسکے زیر اہتمام و انصرام قبل ازیں (۱) مجاہد ملت مشاہیر کی نظر میں (۲) ارمغان مجاہد ملت (۳) مجاہد ملت خطوط کے آئینے میں (۴) مجاہد ملت کا روحانی مقام (۵) مجاہد ملت اور تحریک ختم نبوت نامی کتب زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں اور اب 'خیابان مجاہد ملت' کے نام سے نئی تالیف سامنے آئی ہے۔

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے، تعلیمی عہد سے آخری لمحہ حیات تک وہ حرکت میں رہے اور ان کی ہر حرکت میں مجانب اللہ برکت رہی۔ تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں ان کا مثالی کردار پتھر پر کندہ انمٹ نقش ہے۔ اسی طرح دوسری تحاریک میں بھی ان کا کردار ثبت ولازوال ہے، اگرچہ مولانا شاہ احمد نورانی سے علیحدہ ہونے کے بعد نواز شریف حکومت میں وزارت بلدیات قبول کرنا ان کے بے غرض ماضی سے میل نہیں کھاتا۔ اسکے باوجود بھی وہ کردار کے غازی ہی رہے اور تادم زیست اپنے شملہ کی طرح اپنے رفیع کردار کو خمیدہ نہیں ہونے دیا۔

زیر نظر کتاب میں مختلف لوگوں کے تاثرات اور احوال مع ملاقات شامل ہیں جس سے مولانا کی زندگی کے کئی گوشے سامنے آتے ہیں مثلاً مولانا با کرامت ولی کامل تھے، ایران و کویت میں ان لوگوں سے خطاب جو آپکے طرہ کو دیکھنے کے لیے جمع ہوئے تھے، اور یہ کہ طرہ ان کی شناخت تھا، یا زندگی بھر مجرد رہنے میں ان کے آئیڈیل امام بخاری اور جمال الدین افغانی تھے وغیرہ۔

کتاب میں ۳۸ لوگوں کے تاثرات ونگارشات شامل ہیں، ۱۲۸ صفحات میں سے مجموعی طور پر ۳۳ صفحات فہرست وانتساب، پنجاب اسمبلی میں مولانا کے پڑھے گئے اشعار، کتاب ارمغان مجاہد ملت پر تبصرے و خطوط، ۳۲ مالی معاونین کی شکر گذاری اور مولانا مرحوم کے مزار اور تبرکات کی تصاویر کے لیے وقف ہیں، یہ کتاب ۱۵ روپے کے ٹکٹ بھیج کر درج ذیل پتہ سے مفت حاصل کی جا سکتی ہے:

مجاہد ملت فاؤنڈیشن، برج کلاں ضلع قصور پوسٹ کوڈ ۵۵۰۵۱ (صوبہ پنجاب)